شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

AN ANALYTICAL AND COMPARATIVE STUDY OF SHAYKH-UL-ISLAM IMAM IBN TAYMIYYAH'S JURISPRUDENTIAL DIFFERENCES

1. Muhammad Fazal Haq

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur

Email: turabi5654@gmail.com

ORCID ID:

<https://orcid.org/0000-0002-9880-6437>

2. Hafiz Muhammad Nasrullah

Assistant Professor, Department of
Islamic Studies, The Islamia University of
Bahawalpur.

Email: drhafiznasrullah@gmail.com

ORCID ID:

<https://orcid.org/0000-0002-1259-0437>

To cite this article:

Muhammad Fazal Haq, Hafiz Muhammad Nusrullah. "URDU-AN ANALYTICAL AND COMPARATIVE STUDY OF SHAYKH-UL-ISLAM IMAM IBN TAYMIYYAH'S JURISPRUDENTIAL DIFFERENCES." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 6, No. 2 (December 23, 2020): 20–42.

To link to this article: <https://doi.org/10.29370/siarj/issue11urduar2>

Journal

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 2 || July-December 2020 || P. 20-42
Research Gateway Society

Publisher

DOI:

[10.29370/siarj/issue11urduar2](https://doi.org/10.29370/siarj/issue11urduar2)

URL:

<https://doi.org/10.29370/siarj/issue11urduar2>

License:

Copyright c 2017 NC-SA 4.0

Journal homepage

www.siarj.com

Published online:

2020-12-23

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

**AN ANALYTICAL AND COMPARATIVE STUDY OF SHAYKH-
UL-ISLAM IMAM IBN TAYMIYYAH'S JURISPRUDENTIAL
DIFFERENCES**

Muhammad Fazal Haq, Hafiz Muhammad Nasrullah

ABSTRACT:

Taqi ad Din Ahamad ibn Taymiyyah remarkable, recognized and medieval Sunni Theologian, jurisconsult, logician and great reformer today, he is known by the title of Sheikh-ul-Islam. He was the member of Hanbali School of jurisprudence and well known personality and figure in his own life period. He had great and matchless command and mastery overall knowledge of that time. He led the Muslims community of his age in every field of life. This made him unpopular with majority scholar of the time. Therefore, he was imprisoned several times. See, the miracles of the nature, he died in prison. He adopted a separate way of Islamic jurisprudence in that research .By this he had his own opinions and thoughts about jurisprudence, some of these are different from four schools of jurisprudence. His different opinions and thoughts are called "Fiqhi tafarudat " "فقہی تفردات" which are on the base of Quran and Sunnah.

KEYWORDS: Ibn e Tamiyyah, Fiqhi Tafarudat,
Analytical study, Quran , Sunnah

کلیدی الفاظ: فقہی تفردات، ابن تیمیہ، تجزیاتی مطالعہ، قرآن، سنہ
موضوع کا تعارف:

اللہ جل جلالہ کا دین حق اسلام، جو محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ لیکر آئے وہ دین حق حیات و ممات، دنیا و آخرت کے منجملہ پہلوؤں کو رشد و ہدایت کیلئے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ عالم رنگ و بو کی ادنیٰ اعلیٰ کوئی شئی ایسی نہیں ہے۔ جس کی راہنمائی کیلئے اسلام سامانِ نو نہ رکھتا ہو۔ اس مذہب کی امتیازی خصوصیت میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس دین نے پیروکاروں کو عملی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے ایک اسوہء حسنہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی صورت میں دیا ہے جو اسلام کی مجسم صورت ہیں۔

اسلام قرونِ اولیٰ میں ہر قسم کے شکوک و شبہات اور اعتراضات سے منزہ و مبرا رہا ہے کیوں کہ اس بہترین دور میں اسلام کی بنیادی شخصیات اور عملی ترویج نے اسلام کے چہرے کو غبارِ آلود نہ ہونے دیا اسلامی تعبیرات و تشریحات علمی اور عملی لحاظ سے عقلیت و منطقیت کی پیچیدہ راہوں سے کوسوں دور تھیں۔ اسلام کا دائرہ کار جوں جوں وسعت پذیر ہوتا گیا تو عجمی تہذیب و تمدن کے افکار و علوم کا نفوذ امر ناگزیر ہوتا گیا یونانی فلسفہ اور ظاہری عقلیت کے اثر و نفوذ کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

توحید و رسالت، معادِ آخرت، ذات و صفات، کے متعلق اسلامی تعبیرات و تشریحات کے لئے اسلام کی معجزی شخصیات نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کی مثال ماضی کا زمانہ دینے سے قاصر اور خاسر رہا ہے۔ علم کلام کا وجود مسعود ہی فلسفہ کے مقابلے اور مذہب کی تائید و حمایت کا پیش خیمہ بنا تھا اندریں حالات ساتویں صدی کا زمانہ تو ایسا پر آشوب زمانہ تھا جس میں اندرونی اور بیرونی حملوں کا تانتا ساقبتہ ادوار کی بنسبت پورے عروج پر تھا دوسرے مذاہب اپنے مذہب کی حقانیت کے لئے اسلام پر ہر حوالے سے اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے تھے، اور شکوک و شبہات کی ایک ایسی فضا کو جنم دے رہے تھے جسکی بادِ سموم سادہ ذہن کے لئے مہلک ثابت ہو سکتی تھی۔ اختلافِ اقوام عالم، عجمی اثرات، علماء اور مشائخ کی غفلت شعاریاں اور عوام کے فاسد عقائد و اعمال اسلام کے صاف ستھرے چہرے کو غبارِ آلود کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑ رہے تھے یہی وجہ ہے کہ بندہ مومن اپنی ایمانی خصوصیات اور امتیازات سے یکسر تہی دامن ہوتا جا رہا تھا۔ سیاسی حوالے سے منگول، مغول اور تاتار کی تباہی اور بربادی کی داستانیں خود ہو شر با تھیں۔ مرکزیت کے فقدان کی وجہ سے سیاسی میدان سازشوں اور انتشارات، غارتگری، مفادات پرستی، اور دہشت و وحشت کا ایک کھلا میدان تھا یہ دور سیاسیات اور اخلاقیات کے حوالے سے اپنی تدفین کا ایک وافر سامان کر چکا تھا سیاسی، اجتماعی، اخلاقی، دینی، علمی اور عملی حوالے سے ایک ایسے مصلح کا منتظر اور خواہاں تھا جو اپنی ذات میں ہشت پہلو ہو اور امت محمدیہ ﷺ کی راہنمائی میں ہر پہلو سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے۔

اندریں حالات ایک ایسی برگزیدہ شخصیت پر وقار کی زمانہ کو تلاش تھی جو اس پر فتن، پر خطر، اور پر آشوب دور کے ہر

مرض کا درماں کرنے میں حکیم حاذق ہو، اسلامی تعبیرات و تشریحات کا بھی بہترین مہجر اور شارح ہو، سیاسیات کے حوالے سے بھی جہاں رانی کے اصول و ضوابط میں طاق ہو، معاشیات کے حوالے سے بھی گردش دولت کے لئے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منواسکے، اخلاقیات کے لحاظ سے تصوف کا گوہر نایاب ہو جو درجہ احسان کی تشریح و تعبیر کرتے ہوئے تزکیہء نفس میں اپنی مثال آپ ہو قصہ، مختصر وہ ایسا مرجع خلّاق ہو جو ہر درد کا درماں ہو اور ہر مرض کا طبیب ہو اسلامی دنیا میں اور اسلامی دنیا پر جہاں کہیں سے بھی فتنہ وارد ہو یا مرض ظاہر ہو وہ ہر حوالے سے اس کا ناطقہ بند کر دے۔ علم و عمل کا بھی مرد میدان ہو، اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کسی لومۃ لائم کا اس کو اندیشہ تک نہ گزرے۔ قید و بند کو خندہ پیشانی سے استقبال کرے اور میدان جنگ میں بھی شہسوار ہو ساتویں صدی پر آشوب حالات و واقعات میں ایسی صفات کے حامل نابغہ روزگار کی آمد کی منتظر رہی جو انہیں مصفیٰ اور منقّی کر دے، گلستان عالم ایسی پر وقار بہار کے لئے بیج و تاب کھاتا رہا۔ شب دیبجور انتظار صبح میں اپنی چشم کو وا کئے ہوئے تھی۔ اندریں حالات علم و عمل، فضل و کمال، کمال شجاعت کے کوہ گراں اور صاحبان ذی جاہ و حشم عالم گیتی میں آئے اور اپنے فن اور کمال سے چار دانگ عالم کو بقیعہ نور بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اپنے فضل و کمال کے آفتاب و ماہتاب بن کر ایک عالم پر ضو فگن رہے۔ لیکن اس عالم رنگ و بو کو ایک ایسی عمق کی شخصیت کی شدت سے انتظار تھی جو ہر میدان میں ید طولی کی فوقیت رکھتی ہو اس زمانہ میں ذی حشم و جاہ اور ارباب علم و کمال کی کمی کا شکوہ کرنا عبث ہو گا۔ حالات و واقعات اپنی اصلاح اور درستگی کے لئے ایسی شخصیت کے انتظار میں شدت اختیار کرتے رہے۔ جو اجتہادیت، تجدیدیت، مصلحیت، داعیت، اور علمیت و روحانیت کی صفات سے ہمہ تن سرشار ہو۔ جو ہر سائل کا بلجائی و مادی ہو اور مرجع ہو جسکے بعد اس سائل کو کسی اور چوکھٹ پر جانے کی قطعاً ضرورت ہی پیش نہ آئے تشنہ طلبی اپنے عروج کو پہنچی، چشم انتظار کو راحت نصیب ہوئی، خزاں کی چیرہ دستیوں کا دور ختم ہوا شب دیبجور کو نوید صبح کا سندیہ آیا اور چشم فلک نے ظلمت کو نورانیت اور اندھیرے کو اجالے میں تبدیل ہوتے دیکھا، زمانے کی ڈولتی نبض کو سنبھالنے والا نباض قوم آگیا جسکی تشخیص ہر مرض کا سد باب ہے۔ جس کے پاس ہر لادوا کی دوا ہے اور ہر مرض کی شفاء ہے جو اپنے فن اور کمال میں طاق ہے اور ہر سائل کے لئے اس کے پاس سامان تشفی کا ایک سامان نو ہے۔ اسکی تعبیرات و تشریحات پہلے زمانہ کی نمونہ روزگار ہیں جو شکوک و شبہات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ایقان و عرفان کی ایک شمع جلانے میں نمونہ اسلاف ہے۔ اور دکھی انسانیت کا مونس روح و جاں ہے۔ اسلاف کی انفرادی خصوصیات کا جامع ہے۔

سوانح حیات: مجدد مصلح، مجتہد اور داعی کا نام و نسب یہ ہے۔ تقی الدین ابوالعباس، احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم الحضرمی محمد بن محمد بن تیمیہ النمیری مشہور علمی، دینی اور مخلص خاندان میں ابن تیمیہ 10 ربیع الاول

661ھ ہجری میں پیدا ہوئے والد محترم کی طرف سے احمد تقی الدین نام نامی رکھا گیا ابن تیمیہ نے اپنے لئے ابو العباس کی کنیت اختیار کی اور بعد میں شیخ الاسلام کے لقب سے شہرت دوام پائی۔ امام ابن تیمیہؒ کے والد اپنے علم و فضل میں مشہور و معروف تھے طلباء اور علمائے حنابلہ کے مرجع تھے۔ اس کمسنی چاند نے اپنی ذہانت و فطانت کے بل بوتے پر حفظ قرآن سے فراغت پائی تو حدیث و فقہ اور عربی ادب کی تحصیل میں مشغول و مصروف ہوئے ساتھ ہی اپنے والد کے درس اور وعظ میں شرکت کرنے کے ساتھ ساتھ علمی مذاکرات میں شامل رہے۔ آپکے حفظ و اتقان کے کمال نے دمشق تک شہرت پائی تھی۔¹ شیخ ابن تیمیہؒ نے مروجہ علوم و فنون میں بڑی دلچسپی اور دقت نگاہی سے کام لیا لغت و نحو میں اعلیٰ بصیرت کے ساتھ ساتھ ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور دیگر دینی علوم میں کمال درجہ کی مہارت حاصل کی حدیث میں امام ابن تیمیہؒ کے شیوخ کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے ابن عبد الدائم المقدسیؒ خاص شیخ حدیث ہیں۔ تفسیر میں آپ نے سو سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا۔² سند برنی القرآن کا یہ عالم تھا کہ آیت کے معنی و مطلب کے لئے سو سو تفاسیر کا مطالعہ کیا اور غیر آباد مساجد اور مقامات پر جا کر نہایت گریہ وزاری کے ساتھ تفہیم قرآن کی دعا کرتے تھے۔³ امام ابن تیمیہؒ نے قرآن و سنت کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کے لئے دین حق کی صداقت اور فوقیت ظاہر کرنے اور عمل کے فاسد عقائد کو دور کرنے کے لئے ہر اس سامان اور تیاری سے لیس تھے جو اس فتنہ اور انتشار کے زمانہ میں ضرورت تھے۔ امام ابن تیمیہؒ کے لئے علوم و فنون ایسے نرم کر دیئے گئے تھے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔ جس سے آپ کی علمی جامعیت کا منہ بولتا ثبوت آپ کے حریف

¹ Salehi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abdul Hadi Damascus (705-744 AH) Al-Aqood Al-Dariya from Manaqib Shaykh al-Islam Ibn Taymiyyah, Research: Abu Musab Talat bin Fawad Halwa Ni , Cairo, Egypt, I: 1, 1422 AH 2002, p. 7.

² Nadwi Syed Abu Al-Hassan Ali, History of Da'wah and Commitment, Majlis-e-Nashriyat-e-Islam, Karachi, Pakistan, p.38..

³ Salehi, Al-Aqood Al-Dariya, p: 25.

لبیب سے ملتا ہے کہ کمال الدین الزمکانی⁴ معترف ہیں۔⁴ ابن تیمیہ اپنے علمی کمالات حدیث و فقہ، کلام و نحو، اور مناظر کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں اور اس بارے میں ایک زمانہ معترف ہے بایں ہمہ امام ابن تیمیہ⁵ اخلاق فاضلہ، ذوق عبادت، اتباع رسول، حقیقت و طریقت، اور معرفت و سلوک کی تمام منازل سے واقف اور صاحب کیف و کیفیات ارباب کمال میں سے ایک تھے علاوہ ازیں آپ میں شجاعت، مردانگی اور مرد میدان کی تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھیں۔ ابن تیمیہ نماز فجر کے بعد سورج کے خوب روشن ہونے تک ذکر و فکر میں دلجمعی کے ساتھ بیٹھے رہتے اور اس معمول کو اپنا ناشتہ گردانتے تھے کہ اس ناشتے کے ناکرنے کی وجہ سے قوت اور قویٰ میں سقوط اور تعطل آجاتا ہے۔⁵ امام ابن تیمیہ کے نزدیک دنیا کی حقیقت ذرہ ناچیز سے کے برابر بھی نا تھی۔ آپ ہمیشہ زہد و تقویٰ، تجرید و تفرید اور فقر اختیار کی اعلیٰ اوصاف سے متصف تھے اور ساتھ ساتھ آپ قلبی غنا کی زندہ دولت جاوید سے نوازے گئے تھے۔ جنکے آگے سپر پاور حکومت بھی مچھر کے پر کے برابر ان کے لئے وقعت نہیں رکھتی تھی۔ الملک الناصر نے ایک مرتبہ امام ابن تیمیہ کو کہا کہ آپ سلطنت پر قبضہ کا خیال اپنے دل و دماغ میں جمائے بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا کہ آپ کی اور تاتاریوں کی سلطنت، میری نگاہ میں ایک پیسہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی ہے۔⁶ سخاوت و ایثار، عفو و احسان اور حتیٰ کہ مخالفین اور معاندین کے ساتھ شفقت و رحمت کے اوصاف میں بھی آپ کو حظ وافر نصیب ہوا تھا۔ جود و سخا میں تو آپ ضرب المثل لوگوں میں سے ایک گردانے جاتے تھے۔ کسر نفسی اور منکسر المزاجی اہل اللہ کا ایک طرہ امتیاز ہے اس وصف میں آپ کو ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ امت کے ایک عام آدمی کی حیثیت سے اپنے آپ کو متعارف کراتے تھے منہ پر تعریف کرنے کی صورت میں تواضعاً کہتے کہ میں برابر اپنے اسلام کی تجدید کرتا رہتا ہوں اور میں

⁴ Karami, Mar'i ibn Yusuf Hanbali (1033 AH), Al-Kawakib al-Dariyat fi Mana'ib al-Mujtahid Ibn Taymiyyah, p.60.

⁵ Ibn Nasser al-Din, Muhammad ibn Abu Bakr Damascus Shafi'i (842 AH) Al-Rad al-Wafir Ali from Za'am: 1980, p. 120.

⁶ Karami, Mar'i bin Yusuf Hanbali (1033 AH) , Al-Kawakib al-Dariyat fi Mana'ib al-Mujtahid Ibn Taymiyyah, p.99

اپنے آپ کو کامل ایمان نہیں کہہ سکتا ہوں۔⁷ سکینت و طمانیت کی دولت سے مالا مال تھے۔ اور یہ دولت تعلق باللہ اور تعلق بالخلق سے کامل درستی اور اصلاح کے بعد میسر آتی ہے۔ اتباع سنت کے کمال کے درجہ پر فائز تھے، محبت رسول اور اتباع سنت کا ثبوت آپ کا علم و عمل واضح کرتا تھا، نبوت محمد ﷺ کا نور اور اتباع سنت کا نور آپ کے قول و فعل میں ظاہر و باہر تھا، قلب سلیم کی گواہی تھی کہ حقیقی اتباع اور مکمل پیروی اسی کا نام ہے۔⁸ اللہ جل جلالہ نے آپ کو سرخرو کیا اور عزت و عظمت سے نوازا عام و خاص کے علاوہ اہل تقویٰ اور فتویٰ کے دلوں میں آپ کی محبت و دیعت کردی گئی اور دعائے خیر کے لیے جم غفیر جمع ہے۔⁹ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ "اتقوا بغراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ" ¹⁰ امام ابن تیمیہؒ بھی کرامت، فراست صادقہ، اور کشف کی دولت سے مالا مال تھے جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہے۔¹¹ امام ابن تیمیہؒ بھی کرامت، فراست صادقہ، اور کشف کی دولت سے مالا مال تھے جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہے۔¹² امام ابن تیمیہؒ کے احوال و معارف اور تصوف کی زبان میں آپ کی تعبیرات و تشریحات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ علوم معرفت و طریقت میں آپ کے طاق ہونے کا ثبوت باہم پہنچاتا ہے۔ معرفت کی تحقیقات اور کیفیات کو سراپتے ہوئے آپ کو آپ کو امت محمدیہ ﷺ کے اولیاء اللہ میں سے ایک ولی کامل تسلیم کیا جانا قرین قیاس ہے۔¹³

⁷ Ibn Qayyim Jozi, Abu Abdullah Muhammad ibn Abu Bakr ibn Ayyub (691-751 AH). 1423 AH-2003, 1/520.

⁸ Affandi, Alusi, Baghdadi, Khair-ud-Din Nu'man bin Mahmud (1252-1317 AH) Jala-ul-Ainin by the court of Ahmaddin Ibn Taymiyyah. Ibn al-Haytami, research: Al-Dani ibn Munir al-Zuhawi, modern library, Saida Beirut, Lebanon, I: 1, 2006. 1427 AH, p: 29.

⁹ Nu'man ibn Mahmud, Jala 'al-Ainin, p. 25.

¹⁰ Tirmidhi, Abu Isa Muhammad ibn Isa ibn Surah, Jami 'al-Tirmidhi, Al-Mizan, Urdu Bazaar, Lahore, Pakistan, 145/2.

¹¹ Ibn Nasir al-Din Damascus Shafi'i (842 AH) Al-Rad al-Wafir, p: 251.

¹² Ibn Nasir al-Din Damascus Shafi'i (842 AH) Al-Rad al-Wafir, p: 251.

¹³ Ibn Qayyim Jozi, Madaraj Al-Salkin, 2/458.

امام ابن تیمیہؒ نے اسلامی تاریخ میں دعوت و عزیمت، اصلاحیت و تجدیدیت، میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ علمی اور عملی حیثیت سے بہت شعبوں اور پہلوؤں کو محیط ہیں۔

فقاہت / اجتہادیت:

قرآن و سنت کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ فقاہت فی الدین کا اعلیٰ مقام و مرتبہ ہے، ارباب فقہ و اجتہاد کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"لِيتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ" ¹⁴ رسول کریم ﷺ کے فرمان ہدایت نشان کے مطابق اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکو فقاہت فی الدین کی دولت سے نوازتا ہے۔ "من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين"

¹⁵ امام ابن تیمیہؒ فقاہت فی الدین کی دولت سے مالا مال تھے۔ اور اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کی خیر کا ایک پیکر تھے۔ فقہ اور اصول فقہ، آپ کا پسندیدہ اور کیف و ذوق والا موضوع تھا جس میں آپکو مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپکی تصانیف و تالیفات اصولی مباحث کا مخزن ہیں، فقہ و اصول فقہ باقاعدہ اور باضابطہ مرتب اور مہذب ہو چکے تھے۔ جن میں نیا اضافہ نہایت مشکل معاملہ تھا۔ مگر اس کے باوجود امام ابن تیمیہؒ منجملہ علوم و فنون معقولات اور منقولات کے جامع اور شارح تھے۔ ہر چیز میں طاق ہونے کے ساتھ ساتھ آپ عقل و نقل اور استدلال و استنباط کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز تھے، ماد حین اور مخالفین کے اعتراف حقیقت کے مطابق آپ علوم و فنون کا بحر و خاں ہیں ماد حین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ آپ میں اجتہاد اور مجتہد کی کامل شرائط بدرجہ اتم موجود ہیں۔

آپ اپنے علم و فضل کے کمال کے مطابق مجتہدانہ شان و شوکت کے مالک ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ اجتہاد اور مجتہد کے الفاظ فقہ و اصول فقہ سے موانست رکھتے ہیں مگر امام ابن تیمیہؒ کے افکار و آراء، نقد و جرح اور تصویب و تغلیط یہ ظاہر

¹⁴ Ibn Al-Imad, Shahab-ud-Din Abu Al-Falah Abdul Hayy Ibn Ahmad Ibn Muhammad Al-Askari Al-Hanbali Damascus (103-1089 AH) Damascus, Beirut, Lebanon, I: 1, 1406 AH. 1986, 8/137.

¹⁵ Ali Qari, Ali Ibn Sultan Mahmud (1014 AH) Marqaat Al-Mufatih Sharh Mishkat Al-Masabih, Research: Jamal Aishani, Dar Al-Kitab Al-Alamiya Beirut, Lebanon 2001 Kitab al-Labas, 8/216.

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

کرتی ہیں کہ آپ من جملہ علوم و فنون میں مجتہدانہ شان و شوکت کے مالک ہیں، اس بیان کی تصدیق امام ابن تیمیہؒ کی من جملہ تصنیفات و تالیفات کو بنظر عمیق مطالعہ کرنے سے پرکھی جاسکتی ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ نے حالات و واقعات، پیش آمدہ حالات نو، ضروریات اور معاملات کی دکھتی رگ کے تقاضے کے مطابق ان کا کافی حل پیش کیا۔ معاشرت کے حالات کے تقاضوں کی پرکھ کرتے ہوئے آپ نے آئمہ مجتہدین کے اصول و ضوابط کی روشنی میں بحیثیت مجتہد مسائل کا استنباط اور استخراج کیا۔ جو کسی بھی حوالے سے باعث وحشت و نکارت نہ ہے۔ اجتہادی شان و سطوت کے مطابق آپ نے عقل و نقل کو شریعت اور مذہب کی ڈگر پر چلانے کی کامیاب کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے متعدد تذکرہ نگاروں نے مجتہد کی حیثیت سے آپ کا تعارف کرایا ہے۔

منہج و اسلوب:

امام ابن تیمیہؒ کا اسلوب و منہج گونا گوں منفرد خصوصیات کا حامل ہے یہی وجہ ہے کہ صدیوں کا زمانہ گزر جانے کے باوجود اور علمی، ذہنی اور فکری انقلابات کے بعد نسل نو کے دل و دماغ کو متاثر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ہے۔ اسلیئے عقلیت اور جدت کے اس عصر نو میں یکساں مقبول اور منظور ہوتی جا رہی ہے۔ صاحب اسلوب و منہج کے لئے ضروری اور امر مجبوری ہونا چاہیئے کہ وہ مقاصد شریعت سے کما حقہ واقف ہو، تاکہ اپنی واقفیت اور معرفت کی بنا پر شریعت کی افادیت اور نتیجہ خیزی کے اثرات کامل طور پر مرتب کر سکے۔ جزئیات کے لق و دق صحراء کی بجائے اصولی مباحث کے زاویوں پر اپنی ہمت کھپانے میں طاق ہونا چاہیے۔ اصولی مباحث تسلی بخش ہونے کے ساتھ ساتھ موجب یقین اور ایقان ہوں۔ تدبر و تعمق کے ساتھ اور تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ کے علم و فکر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ امر ضروری ان کے اسلوب اور منہج میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ عقائد و کلام اور فقہی مسائل میں اس امر ناگزیر کو نہایت مہارت سے اجاگر کیئے ہوئے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ کا اسلوب و منہج معاشرہ اور معاشرت کے نہایت ہی قریب ہے ایسا محسوس ہے کہ آپ عوام اور زندگی کے درمیان ہیں۔ اور قلم سیل رواں کی طرح رواں دواں ہے۔ نظر و فکر کے ذریعے اپنے اسلوب نگارش میں مسائل کا حل پیش کرتے جا رہے ہیں۔ معاشرت کی ذہنیت اور اخلاقیات کی تشخیص میں آپ اپنے اسلوب میں ماہر نفسیات ٹھہرتے ہیں۔ احساسات و جذبات سے سرشار ہونے کی وجہ سے جذباتیت کا پہلو ان کو منفرد اور ممتاز کر دیتا ہے۔ ان کا اسلوب و منہج میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ علم و معلومات کا ایک ذخیرہ یعنی دائرۃ المعارف جمع کر دیتے ہیں۔ مفکر اور محقق ضخیم کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز ہو جاتا ہے،

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

یوں غیر معروف علمی ورثہ کو محفوظ کرنے کا ایک ذریعہ آپ کا منفرد اسلوب نگارش ہے۔ آپ کے اسلوب میں دلائل و براہین، مضامین کی کثرت اور ذہنی انتقال کی پے درپے امواج کا تہوج ہے۔¹⁶ آپ کے اسلوب و منہج کی یہ منفرد خصوصیات آپ کی ذکاوت اور وفور علم و فضل پر بین دلیل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسلوب اور اجتہادانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے آپ نے فقہی اختیارات کا ایک ذخیرہ چھوڑا جو تحقیق کا ایک نادر اور قیمتی خزانہ ہے۔

اسباب اختلاف و مخالفت:

امام ابن تیمیہؒ کی پروقار شخصیت میں مادحین کے مطابق اجتہاد اور مجتہد کی کامل شرائط بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں، ان صفات کی حامل شخص کے لئے مسائل میں اختلاف ایک امر ناگزیر ہو جاتا ہے وفور علم و فضل اور دلائل و براہین کی روشنی میں اپنی رائے کا اظہار نہ کرنا کتمان علم کا بھی ایک سبب بن جاتا ہے اور اعلائے کلمۃ الحق سے سکوت بھی ایک ناقابل معافی جرم بن جاتا ہے۔ اصول کی کتابوں سے یہ بات نہایت شرح و بسط سے مترشح ہو جاتی ہے، کہ ایک ایسا عالم جس میں تحقیق و تدقیق اور استدلال و استنباط کی صلاحیت اور ملکہ پایا جاتا ہو تو وہ قول فیصل کرنے کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے، استدلال و استنباط کی صلاحیت کے حامل لوگوں کا پایا جانا بھی نہایت ضروری ہے تاکہ وہ حالات و واقعات کے عصری تقاضوں کی افہام کرتے ہوئے ان مسائل نو کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل پیش کر سکیں بالکل یہی صورت حال امام ابن تیمیہؒ کو پیش آئی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اپنے وفور علم کی وجہ سے مادحین کے اقوال کی روشنی میں استدلال و استنباط میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں کی نوعیت سے بھی بخوبی واقف تھے۔ اپنی حفظ و ذکاوت اور قابلیت کی زریں بنیاد پر آپ نے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن و سنت اور آئمہ اسلام کے اصول و ضوابط کی روشنی میں پیش کیا۔ مسائل نو کے حل میں متقدمین اور معاصرین کی آراء سے اختلاف بھی ایک امر ناگزیر ہو گیا، امام ابن تیمیہؒ کے مسائل کے حل میں مختلف ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ سے پہلے لوگ اور ہم عصر لوگ تقلید جامد پر جے ہوئے تھے۔ دلائل و براہین کی روشنی میں اختلاف کو شجر ممنوعہ قرار دے چکے تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اپنے علم کے ظہور کی وجہ سے ان مسائل و حالات پر بھی نقد تبصرہ فرمایا ہے۔ جس پر آج تک کسی نے نکتہ چینی نہیں کی تھی، بلکہ ان مسائل کے دلائل کو قرآن و سنت کی تائید میں ایک سند سمجھا جاتا تھا، جسکی زندہ مثالیں کلام اور علم الکلام کے موضوعات پر ابن تیمیہؒ کی اصلاحی، تنقیدی اور اجتہادی کاوشیں ہیں۔

¹⁶ Quran, repentance (9) 122.

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

امام ابن تیمیہؒ نے مسائل جدیدہ و قدیمہ میں اختلاف کی جو راہ اختیار کی ہے، اس راہ میں وہ تعصب، جذباتیت اور ہٹ دھرمی کا شکار ہر گز نہ ہوئے ہیں، بلکہ وہ اس راہ میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ ذاتیات اور جذباتی انداز میں اختلاف نہیں کرتے ہیں بلکہ پورے وثوق سے اپنی مذہبی اور ملی غیرت و حمیت کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ شدت کے مقابلہ میں دلائل و براہین میں بھی شدت آجاتی ہے جو غیرت و حمیت کا ایک فطری اور خلقی تقاضا تھا۔ اس بات کے اعتراف میں بھی ہمیں کوئی مفر اور مقرر نہیں ہے کہ آپ شدت جذبات کے اظہار میں اعتدال کی راہ کو چھوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں انکی نیت میں شک کیے بغیر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے جذبات کی عکاسی میں بھی اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ یہ حمیت و غیرت، جوش و جذبہ، اور اختلاف و انکار کتاب و سنت کی حمایت اور سنت کی بقا تھا۔ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کو سب شخصیات پر ترجیح دینا آپ کے عیوب میں سے ہر گز نہ ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کو قید و بند کی صعوبتوں کے ساتھ ساتھ معاصرین اور متاخرین کی مخالفت کا بھی بڑا زور و شور سے سامنا کرنا پڑا ہے، حتیٰ کہ تفسیق و تضلیل اور تکفیر تک نوبت رسید۔ امام ابن تیمیہؒ کی مخالفت کے متعدد اسباب اور احوال ہیں۔ تنقیصی غلو، ذہنی سطحیت، مقبولیت عامہ، شدت مزاجی، اور ذکاوت، طریقہ تاویل کی مخالفت، ابن عربی اور طریقہ صوفیا کی مخالفت، اور مغالطات آپ کی مخالفت کے اسباب میں سے اہم اسباب ہیں ان اسباب مخالفت کے ساتھ ساتھ آپ کے تفردات، مخالفت، معاندت اور آپ سے عداوت کا سب سے بڑا سبب ہیں۔

تفردات:

امام ابن تیمیہؒ کے تفردات کو اختیارات، شذوذ، تفردات، اور نوادرات سے بھی موسوم کیا جاسکتا ہے علاوہ ازیں اس کو تحقیقات اور ترجیحات جیسے مناسب اور موزوں نام سے بھی پکارا جانا قرین قیاس ہے۔ اگرچہ آپ کی یہ تحقیقات اور ترجیحات باعث وحشت اور نکارت نہیں ہونی چاہئیں اور نہ ہی آپ کے فضل و کمال کے انکار کا سبب ہونا چاہئیں، کیونکہ قرون اولیٰ سے تادم تحریر آئمہ مجتہدین اور محققین کی ترجیحاتی تحقیقات کا ایک سمندر بے کنار داخل دفتر کیا جا سکتا ہے۔ جس کے انکار کی مجال ہر گز نہ ہے۔ ترجیحاتی نگارشات میں مشہور آئمہ کے علاوہ مشہور و مقبول اولیاء کرام کا بھی ایک حظ وافر موجود ہے، جن پر اطلاع صاحب مطالعہ اور سالک پر مخفی نہیں ہے۔ نظریاتی اور ترجیحاتی تحقیق حسن اعتقاد، عظمت و ولایت، علمی و جاہت، اور فکری شان و شوکت، کے لئے قطعاً منافی نہ ہے۔ ابوالحسن علی ندوی خوب لکھتے ہیں۔

"جن لوگوں کی نظر خلافت پر اتنی وسیع نہیں یا جو متقدمین کے لئے تفرد اور شذوذ کی اجازت دے سکتے ہیں لیکن ان کے لئے یہ تفرد بھی موجب مخالفت اور فساد عقیدہ، ضلالت اور خرق اجماع کی دلیل بن گیا۔۔۔ جن مسائل میں وہ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

اپنے اجتہاد سے صحیح نقطہ پر پہنچ گئے ہیں (اور تعداد میں وہی مسائل زیادہ ہیں) ان میں تو ان سے استفادہ کیا جائے اور ان کی وجہ سے ان کے حق میں دعائے خیر کی جائے اور جن میں ان سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے ان میں ان کی تقلید نہ کی جائے بلکہ ان کو معذور سمجھا جائے¹⁷۔ امام ابن تیمیہؒ کے تفردات کو بنیادی طور پر تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (1) اصولی تفردات۔ (2) فروعی تفردات۔ (3) متفرق تفردات۔ امام ابن تیمیہؒ کے تفردات کی بنیادی تقسیم کے بعد ابن تیمیہ اپنے تفردات میں تین حوالوں سے منفرد ہو جاتے ہیں۔ (1) تفردات اور اجماع امت۔ (2) تفردات اور آئمہ اربعہ۔ (3) تفردات اور مذہب حنابلہ۔ امام ابن تیمیہؒ کے تفردات ان کے لئے باعث وحشت اور نکارت نہ ہیں۔ جن کی نظر فقہ و اصول فقہ اور آئمہ مجتہدین کے اقوال اور مسائل پر گہری ہے ان کے لئے تو یہ تفردات فکری زاویوں کے نئے دریچے کھول دیتے ہیں۔ اور ان کے لئے تحقیق مزید کے لئے باعث طمانیت اور موانست ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ درس و تدریس اور علمی معاملات میں ہمہ تن جوش و خروش سے مصروف عمل تھے کہ شام کے باشندوں نے استوی العرش اور اللہ جل جلالہ کی صفات کے بارے میں استفسار کیا، تو آپ نے کئی صفحات پر مشتمل قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سپرد قلم کیا اور لکھا کہ استویٰ معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے کیفیت مجہول ہے اور اس کے بارے سوال بدعت ہے، اور صفات کے بارے میں فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کی ذات کی صفات پر ایمان لانا از حد ضروری اور واجب ہے اور ان صفات کی حقیقت وہی ہے جو اللہ جل جلالہ کی شان کے لائق اور فائق ہے۔ جس سے یہ ہر گز لازم نہیں آتا ہے کہ اس سے تشبیہیت، تجسیمیت، نفیت اور تعطیل لازم آتی ہے اللہ جل جلالہ کی ذات اپنی صفات کاملہ کے ساتھ ساتھ تشبیہ، تجسیم نفی اور تعطیل سے منزہ مبرا اور پاک ہے اس معاملہ میں امام ابن تیمیہؒ صفات کا صفات مخلوق سے قیاس ہے نہ غلو و افراط کی صورت میں انکار ہے نہ ہی وہ حقیقت سے دور تاویل کر کے مجاز اور کنایہ ثابت کرنے کے درپے ہیں اس معاملہ میں شیخ ابن تیمیہؒ دور دراز اور دور از کار تاویلات کے درپے نہیں ہوتے ہیں اور ظاہر پر ہی رہتے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ صفات میں تاویل کے قائل نہیں ہیں۔ مگر جنت کی نعمتوں یعنی نعمت و نعيم کے بارے میں تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔

اصولی تفردات:

¹⁷ Hasani, Nazhat al-Khawatir, degree of translation by Muhammad bin Abdul Rahim Al-Armawi, 2/201

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فقہی تفردات کا ایک تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

امام ابن تیمیہؒ کے اصولی تفردات میں سے یہ مسئلہ مذکورہ پہلی مخالفت کا سبب بنا ہے اور اسی طرح تشبیہ، نفی، تجسیم، اور تعطیل کے عقائد آپ کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں اور یہ مشہور و معروف کر دیا گیا کہ آپ صفات باری تعالیٰ کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ آپ نے حدیث نزول بیان کی اور حدیث نزول کی افہام و تفہیم کے لئے آپ اپنے منبر کے درجہ سے اترے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نزول بھی میرے نزول کی طرح ہے جس سے بہت شور مچا ہوئی۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے:

"قال ان الله ينزل الى سماء الدنيا كنزولي هذا ونزل درجة من درج المنبر¹⁸ حالانکہ تاریخی حوالے سے اس بات کا تجزیہ کیا جائے تو ابن بطوطہ کا اشتباہ ہے۔ کیونکہ ابن بطوطہ 726ھ میں دمشق آیا۔ جس وقت امام ابن تیمیہؒ شعبان 726ھ میں قید و بند کی صعوبت میں تھے۔ اور یہ بات مسلم ہے یعنی اندریں حالات سیاسی تغیرات اور معاشرت کی چشمک نے بہت ساری غلط فہمیوں اور مغالطات کو جنم دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہے۔ ابن تیمیہ کے اصولی تفردات ہر موضوع پر کثیر پائے جاتے ہیں۔ ان اصولی تفردات کے بارے میں امام ابن تیمیہؒ کے اپنے تحفظات اور تائیدات بھی ہیں مگر ایک خاص طبقہ کی جانب سے ان تفردات کی مخالفت بھی پورے زور و شور سے کی گئی ہے۔ ابن تیمیہ کے اصولی تفردات میں سے مندرجہ ذیل مسائل گردانے گئے ہیں۔

- حسن و قبح کا مسئلہ اس مسئلہ میں وہ بظاہر اعتراف پسند نظر آتے ہیں۔ 2- ذات و صفات میں آپ کا کلام تاویل سے بہت دور ہے۔ 3- اللہ تعالیٰ محل حوادث ہے۔ 4- مرکب ذات ہے۔ 5- قرآن فی ذاتہ حادث ہے۔ 6- عالم قدیم بالنعوع ہے۔ 7- جسمیت جہت اور انتقال مکانی کا قائل ہونا۔ 8- عدم معصومیت۔ 9- سفر زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ 10- توسل۔ مذکورہ تفردات کے علاوہ بھی دین اور اصول دین کے باب میں امام ابن تیمیہؒ کے 11- حسن و قبح کا مسئلہ اس مسئلہ میں وہ بظاہر اعتراف پسند نظر آتے ہیں۔ 2- ذات و صفات میں آپ کا کلام تاویل سے بہت دور ہے۔ 3- اللہ تعالیٰ محل حوادث ہے

¹⁸. Ibn Battuta, The Journey of Ibn Battuta, "The Gift of Sight in the Strangers and the Wonders of Travel" 1987, 1/111.

4- مرکب ذات ہے۔ 5- قرآن فی ذاتہ حادث ہے۔ 6- عالم قدیم بالنوع ہے۔ 7- جسمیت جہت اور انتقال مکانی کا قائل ہونا۔ 8- عدم معصومیت۔ 9- سفر زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ 10- توسل۔ مذکورہ تفردات کے علاوہ بھی دین اور اصول دین کے باب میں امام ابن تیمیہؒ کے تفردات کو بیان کیا گیا ہے ان اصولی تفردات میں سب سے زیادہ تفرد جو امام ابن تیمیہؒ کا مشہور و معروف ہوا ہے، وہ زیارت قبر رسول ﷺ کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ بہت اہمیت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جذباتی مسئلہ بھی ہے اس حوالے سے دیکھا جائے تو یہ مسئلہ سب سے زیادہ آپکی مخالفت کا سبب بنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر رسول ﷺ کے لئے سفر کو نا صرف ناجائز کہا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس سفر کو معصیت کہا گیا ہے۔ اور اس سفر میں نماز کی قصر سے بھی روکا گیا ہے، اس حوالے سے اگر پچھلے دور کا ایک مطالعہ کیا جائے تو اس بارے میں آئمہ مجتہدین اور محققین میں سے کوئی بھی اس کا قائل ہر گز نہ رہا ہے اور اس طرح جذباتی پہلو کی تحقیق سے اسکے رد عمل کا ہونا بھی امر ضروری ہو گیا تھا۔ اس مسئلہ میں شدید رد عمل کا امام ابن تیمیہؒ کو سامنا کرنا پڑا۔ فقہی تفردات کا دائرہ جذبات سے ہٹ کر وسعت پذیر ہوتا ہے جبکہ اصولی تفردات کا دائرہ کار جذبات کے پیمانے سے لبریز ہوتا چلا جاتا ہے۔ ابن تیمیہؒ زیارت قبر رسول ﷺ کے مسئلہ میں تعصب یا عناد کا شکار نہیں ہوئے ہیں بلکہ اس مسئلہ میں آپ نے ایک حدیث پیش کی ہے جس کا ظاہر ہی بتلاتا ہے کہ آپ کا منع کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اپنے موقف میں مندرجہ ذیل حدیث پیش کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تین مسجدوں کی طرف ہی کجاوے باندھے جائیں۔ 1- مسجد حرام۔ 2- مسجد نبوی۔ 3- مسجد اقصیٰ۔

- "لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد المسجد الحرام، ومسجد الرسول ومسجد الاقصی"۔¹⁹

امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کے ظاہر پر جاتے ہیں کہ ان تین مسجدوں کے سوا دوسری مساجد کی طرف سفر کرنا ہر گز درست نہ ہے۔ سفر مسجد نبوی ﷺ کی نیت سے ہونا چاہیے قبر رسول ﷺ کی نیت سے نہیں ہونا چاہیے تو قبر رسول ﷺ کی زیارت ایک جذباتی اور ایمانی مسئلہ گردانا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہؒ کو اپنے معاصرین کی طرف سے بھی اس مسئلہ کے بارے میں شدید مزاحمت اور کاری رد عمل کا سامنا کرنا پڑا۔ ابن تیمیہؒ کے دلائل کے

¹⁹) Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Sahih Al-Bukhari, Ancient Library, Karachi, Pakistan, No. 1/58.

جوابات میں کہا جاتا ہے کہ اس حدیث سے مراد طلب ثواب کی نیت سے دوسری مساجد کے سفر سے منع کیا گیا ہے، کہ طلب ثواب کی نیت ہو تو ان مساجد کی طرف ہی ہونا چاہیے ورنہ باقی کائنات کی تمام مساجد میں نماز کا ثواب برابر ہے۔ اس پر فتن دور میں مساجد کے لیے سفر صرف سیر و تفریح کے لیے کیا جاتا ہے، جو اسی حدیث سے منع کی صورت نکلتی ہے، اگر یہ صورت حال نہ ہو تو سفر کئی حالتوں میں کیے جاسکتے ہیں۔ جو بالکل جائز ہیں۔ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔ "اما قصد غیر المساجد من الرحلة فی طلب العلم وفي التجارة وزيارة الصالحين والبشاهد وزيارة الاخوان ونحو ذلك فليس داخل في النهي"²⁰ زیارت قبر رسول ﷺ کی بابت امام ابن تیمیہؒ کا یہ تفرّد علم و فضل کے پہاڑ اور عبقری شخصیات کو بھی پسند نہ آیا ہے۔ اور اس معاملہ میں ابن تیمیہ کے فضل و کمال کے اعتراف کے باوجود ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ "وهی ابشع المسائل المنقولة عن ابن تیمیہ"²¹

فقہی تفردات: امام ابن تیمیہؒ کے اصولی تفردات سے قطع نظر، فقہی اور فروعی تفردات میں ایک تنوع اور فکری زاویوں کے لیے نئی راہوں کے فتوح کا ایک سامان نو ہے۔ فقہی تفردات پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو بات روشن ہو جاتی ہے، کہ آپ کو فقہ اور اصول فقہ کے تمام تر ذخیرہ پر ایک عبور حاصل ہے۔ آپ آئمہ اربعہ بالخصوص اور دوسرے آئمہ اسلام کے فقہی دلائل و براہین پر ایک گہری بصیرت رکھتے ہیں، اور ان مسائل کے ماخذ اور دلائل آپ کے قوت حافظہ میں محفوظ اور مامون ہیں، اگرچہ آپ کا خاندان کئی پشتوں سے حنبلی مسلک کا پیروکار چلا آ رہا تھا، پھر آپ بذات خود اصول و فروع میں حنبلی مذہب کے پیروکار کی حیثیت سے مقبول اور معروف ہیں، جس پر آپ کے وضع فتاویٰ جات شاہد عادل ہیں۔ لیکن آپ نے ہمہ تن گوش حنبلی مذہب کی پیروی نہیں کی ہے، بلکہ آپ نے فقہی

²⁰ Aini, Badruddin, Abu Muhammad Mahmud bin Ahmad (855 AH) Umdat al-Qari Sharh Sahih Bukhari, Seizure and Correction: Abdullah Mahmud, Muhammad Umar Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut, Lebanon, I: 1, 1421 AH. 2001, Book of Fazal Salat in the Mosque of Mecca and Medina, 7/370.

²¹ Fateh Al-Bari Sharh Sahih Al-Bukhari, Asqalani, Ahmad Ibn Ali Ibn Hajar (773-852 AH) Research and Commentary: Abdul Qadir Shaybah Al-Hamd Maktab Al-Mulk Fahd, Riyadh, Arab, I: 1, 1421 AH. 2001/3/79.

مذہب کے اصول اور دلائل کا جتنا ذخیرہ آپکو مستحضر تھا اور قرآن و سنت پر جتنی زیادہ وسیع نظر تھی اس حالت میں مذہب جنہی کجا مذہب اربعہ کے دائرہ کار میں محصور ہو کر رہ جانا آپکی وسعت اور بساط سے باہر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات آپ اپنے تفردات میں مذہب اربعہ سے ہٹ کر اپنے مسئلہ کے لئے قرآن و سنت سے دلائل و براہین پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ مذہب اربعہ میں محصور ہو کر رہ جائیں تو پھر کتمان علم کا ایک کھلا مظاہرہ ہے۔ ابن تیمیہ دلائل و براہین جن کا ماخذ قرآن و سنت ہے، کی روشنی میں کلام کرتے ہیں۔ کبھی دلائل و براہین سے معمور آپ کا کلام مذہب جنہی کے موافق ہو جاتا ہے، کبھی خلاف ہو جاتا ہے، کبھی آئمہ اربعہ کے مذہب سے بھی ہٹ کر ہوتا ہے، اقل اوقات تو آپ کا مسلک اجماع امت سے بھی ذرا ہٹ کر ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کے تفردات اور اختیارات اپنی بنیادی اور ثانوی تقسیم کے اعتبار سے فقہ کے تمام ابواب میں پائے جاتے ہیں۔

مشہور فقہی تفردات:

امام ابن تیمیہؒ کے مشہور و معروف فقہی تفردات مندرجہ ذیل ہیں۔ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں امام ابن تیمیہؒ نے براہ راست کتاب سنت کی پیروی کرتے ہوئے یہ تفرد اختیار کیا ہے جس میں وہ آئمہ اربعہ سے بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ 2۔ مسئلہ حلف بالطلاق۔ 3۔ تارک نماز کا مسئلہ، 4۔ اہل معاصی پر زکاۃ کا مسئلہ، 5۔ بنو ہاشم اور زکاۃ۔

طلاق ثلاثہ:

امام ابن تیمیہؒ کے تفردات میں سے ایک اہم تفرد طلاق ثلاثہ تین طلاقوں کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ میں آپ نے براہ راست قرآن و سنت کے نصوص کی پیروی کی ہے۔ اور یہ مسئلہ اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ اس مسئلہ میں آپ نے چاروں اماموں سے اختلاف کیا ہے۔ اس مسئلہ کی نوعیت کچھ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں ایک لفظ کے ساتھ یا کئی الفاظ کے ساتھ تین طلاق دے تو آئمہ اور جمہور امت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اگرچہ اس نے براہ کام کیا ہے اور بدعت پر عمل کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود تین طلاقوں کا وقوع ہو گا یا نہیں اگر ہو گا تو کتنی طلاقیں ہوں گی۔ کیا عورت بائنہ ہو گئی ہے؟ کیا اب رجعت کرنا ممکن نہیں، جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے متمتع نہ ہو جائے پھر وہ طلاق دے پھر پہلا مرد نکاح کرے یا تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوگی اور رجعت ممکن ہوگی۔ اس مذکورہ صورت حال میں آئمہ اربعہ، آئمہ فقہ و حدیث، یعنی اوزاعی، نخعی، ثوری، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور اور امام بخاری اور جمہور صحابہ و تابعین، کا مسلک یہ ہے کہ اگرچہ طلاق ثلاثہ کے اس معاملہ میں اس نے بدعت اور مصیبت کا ارتکاب کیا ہے۔ مگر اس ارتکاب کے باوجود تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور رجعت ممکن نہیں ہے۔ نووی لکھتے ہیں

22 - "فقال الشافعي ومالك وابو حنيفة واحد وجهاير العلماء من السلف والخلف يقيم الثلاث" 22
ابن رشد لکھتے ہیں۔ "جہود فقہاء الامصار علی ان الطلاق بلفظ الثلاث حکمہ حکم الطلقة الثلاثة" 23
تلمذ امام ابن تیمیہ ابن قیم لکھتے ہیں۔ "ولهذا قول الاثمة الاربعة وجہود التابعین وکثیر من الصحابة" 24
وقوع ثلاثہ کے قائلین نے اپنے موقف میں کئی مرفوع احادیث بنویں ﷺ سے استدلال کیا ہے۔ جس کا جواب
الجواب بھی ہوا ہے۔ امام ابن تیمیہ کا اختیار یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوگی اور مرد اس کے بعد رجعت
بھی کر سکتا ہے جیسے ایک طلاق کے بعد رجوع کر سکتا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے تمام تر فضل و کمال کے اعتراف کے ساتھ
یہ معاملہ اس وقت سنگین ہو جاتا ہے جب اعتراض کیا جائے کہ ایک کے بعد بھی رجعت ثابت ہو اور تین طلاقیں کے
بعد بھی رجعت ثابت ہو تو پھر اس ایک اور تین میں فرق کی صورت کیا رہ گئی، ایک اور تین کی سنگینی کی صورت کا کیا
جواب ہو گا۔؟ طلاق ثلاثہ ایک واقع ہوگی۔ امام ابن تیمیہ کے مطابق یہ قول اصحاب رسول ﷺ جیسے حضرت زبیر
بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، سے منقول ہے حضرت علی اور ابن مسعود سے مروی ہے، ابن عباس سے مروی ہے
اور اکثر صحابہ کا یہی قول ہے امام باقر اور امام جعفر صادق سے مروی ہے یہی وجہ ہے کہ شیعہ اسی قول کی طرف گئے
ہیں۔ اس مسئلہ میں اگرچہ ابن تیمیہ خود منفرد نہ ہوں اس سے پہلے بھی سلف میں سے کسی کا مسلک رہا ہو پھر بھی چھ
صدیوں کے بعد اس مسئلہ کی شہرت آپ کے مرہون منت ہے۔ مگر اس مسئلہ کی تحقیق اور رائے کے اظہار کی تمام تر ذمہ

22 Nawawi, Sahih Muslim Bashar H Al-Nawawi, Al-Mutti'at Al-Masriyat, Al-Azhar, Egypt, I: 1, 1347 AH. 1929 10/70.

23 Ibn Rushd, Muhammad ibn Ahmad ibn Ahmad ibn (Muhammad) Ahmad ibn Ahmad ibn Rushd, Sharh al-Bada'at al-Mujtahid wa Nahayyat al-Muqtasid wa Baha Musha al-Sabeel al-Murshid, Sharh wa Tahaqiq wa Takhrij: Abdullah al-Abadi, Dar al-Islam 1, 1416 AH-1995 AD, 3/1381.

24 Ibn Qayyim Jozi, Abu Abdullah Muhammad ibn Abu Bakr ibn Ayub (691-751 AH) Zad al-Ma'ad fi Huda Khair al-Ibad, Research: Ali ibn Muhammad Imran, Muhammad Aziz Shams, Graduation: Ibrahim ibn Muhammad Shibli, Arab, I: 1, 1439 AH. 2018, 5/353.

داری اور علمبرداری آپ کے دوش پر جاتی ہے، جس کی وجہ سے فقہی حلقوں میں ایک استعجاب و حیرت اور انتشار کی ایک صورت حال نے جنم لے لیا تھا۔ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں اثرات کا ترتیب صرف ایک خاندان تک محدود رہتا تھا اور وہ ایک فقہی اور خاندانی مسئلہ تھا۔ حلف بالطلاق کے دوسرے مسئلہ میں بھی آئمہ آئمہ اربعہ کے مسلک سے اختلاف رونما ہوا ہے۔ اس مسئلہ سے معاملات، سیاسیات، اور رعیت و حکومت تک کے معاملات پر اثرات مرتب ہوتے ہیں، جس سے ان کی فضا کا خوش گوار رہنا نہ ممکن سا رہ جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے زمانہ میں حلف بالطلاق کا ایک عام سارواج ہو گیا تھا۔ لوگ اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے یعنی اس کو مؤکد کرنے کے لیے یا اپنی صداقت و امانت یا عزم مصمم کو ظاہر کرنے کے لیے بلا تکلف طلاق کا سہارا لیتے تھے۔ مثلاً

"على الطلاق لا فعلن كذا، على الطلاق لا تمتنع عن كذا، على الطلاق لتفعلن كذا - اور على الطلاق اشتريت بها كذا" یعنی گھر، بازار اور عام معاملات میں اپنے آپ کو صادق اور امین ظاہر کرنے کے لیے اپنی بات کا وزن بڑھانے کے لیے طلاق کے لفظ کا سہارا لیتے تھے تاکہ سامع انکی چکنی چڑی اور جذباتی انداز سے متاثر ہو کر معاملہ طے کرنے میں ذرا سی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔ امام ابن تیمیہ نے اس صورت حال کے متعلق اپنی فقہیت کے بل بوتے پر یہ سمجھا کہ یہ قسم اور تاکید کا ایک طریقہ ہے۔ اور قائل کا ہر گز طلاق کا ارادہ نہ ہے اور یہ قسم کی ہی ایک قسم ہے، جسکو طلاق بالتعلیق سمجھ کر اس طلاق کے احکام جاری کیے جاتے ہیں۔ اور جس سے خاندانوں کے خاندان تباہی اور بربادی کے آخری دہانے پر پہنچ گئے ہیں اور خاندانی اور خانگی زندگی ابتری، انتشار، اور نفرت و نکالت میں تبدیل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پھر حجاج بن یوسف کے زمانہ سے بیعت کو پختہ اور مؤکد کرنے کے لیے بیعت کے صیغہ میں بھی طلاق طلاق کے الفاظ داخل کر دیئے گئے ہیں اور یہ لفظ جزو بیعت بن گئے ہیں کہ اگر میں نے فلاں کی بیعت توڑی تو میری بیوی کو طلاق²⁵، امام ابن تیمیہ نے فتویٰ صادر کیا کہ حلف کی اس صورت میں حانث ہوگا اور کفارہ لازم ہوگا طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگرچہ آپ نے اس کی تائید اور حمایت میں اصحاب علم و فضل کے اقوال بھی پیش کیے مگر یہ فتویٰ مشہور مذہب کے خلاف تھائی تحقیق اور نئے اجتہاد کا دروازہ وا کرتا تھا، ہر سطح پر فضا کو خوشگوار رکھنے کے لیے آپ کو

²⁵ Nadwi, Sayyid Abu Al-Hassan, History of Da'wah and Commitment, 1/106.

اس سے باز رہنے کا عندیہ دیا گیا۔ تاکہ اضطرابیت اور انتشاریت کی فضا مزید سگوار نہ ہو تو ایک مجلس میں سکوت اور ہنگامہ سے تحفظ کے لیے فتویٰ نہ دینا منظور کر لیا گیا۔ پتا چلتا ہے کہ حکومت کو شرعی معاملات میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اور عالم کو کتمان علم نہیں کرنا چاہیے تو آپ نے دوبارہ فتویٰ دینا شروع کر دیا جس کی پاداش میں وہ قلعہ میں محبوس کر دیئے گئے۔²⁶

مدت حیض: شوافع کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت ایک دن ایک رات، مالکیہ کے نزدیک کوئی حد نہیں، حنابلہ کے نزدیک ایک دن اور ایک رات اور احناف کے نزدیک کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں جبکہ زیادہ سے زیادہ مدت بالترتیب پندرہ دن، مالکیہ کے ہاں بھی پندرہ دن حنابلہ کے نزدیک پندرہ دن جبکہ احناف کے ہاں زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہیں۔ اس تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حیض کی مدت کے بارے میں قطع نظر کم یا زیادہ تمام آئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء تحدید میں متفق ہیں اور یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں امام ابن تیمیہؒ منفرد ہیں ان کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی تحدید نہیں ہے۔ وہ مدت حیض کو مطلق گردانتے ہیں اور آپ کے نزدیک کم از کم مدت حیض اور زیادہ سے زیادہ مدت حیض کے بارے میں عورت کی عادت مستمرہ کا اعتبار اور لحاظ ہو گا یعنی اس مسئلہ میں امام ابن تیمیہؒ علاقہ کے عرف کا اعتبار کا لحاظ پیش نظر رکھتے ہیں۔ فقہاء احناف اپنے دلائل میں احادیث نبویہ ﷺ کو پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ کنواری اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔²⁷ ابن تیمیہ کے مدافعین ان احادیث مبارکہ کے بارے میں روایت و درایت اور سند کے لحاظ سے نقد پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس بارے میں جو مروی ہے وہ لائق حجت اور دلیل نہ ہے

²⁶ Ibn Kathir, The Beginning and the End, 16/148.

²⁷ Dar al-Qatani, Ali ibn Umar (385 AH) Sunan al-Dar al-Qatani, research and suspension: Adil Ahmad Abdul Mawjood, Ali Muhammad Masoos, Dar al-Ma'rifah, Beirut, Lebanon, I: 1, 1422 AH. 2001, 1/484. Hadith number: 833.

28۔ روایت و درایت کے اصولوں سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ بات قابل اہم ہے کہ فقہاء کے پاس حدیث ہے جبکہ ابن تیمیہ کے ہاں قیاس اور عرف کا اعتبار ہے۔

تارک نماز: بلا عذر جو نماز کو ترک کر دے اس بارے میں کیا حکم ہے۔ حالانکہ اس بابت قرآن و حدیث میں اس کی اہمیت پر بہت زیادہ تاکید اور ترک پر وعید آئی ہے، جان بوجھ کر نماز کے ترک پر مالکیہ اور شافعیہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے شخص کو بطور حد قتل کر دیا جائے گا جس پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔ ابن رشد لکھتے ہیں۔ "من قال: یقتل حدا، فضعیف ولا مسند له"۔ 29۔ حنابلہ کے نزدیک تارک نماز کافر ہے۔ اور اس کو قتل کرنا واجب ہے اگرچہ یہ قول خوارج کے مذہب کے مطابق ہے جو گناہوں کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں۔ احناف کے نزدیک تارک نماز کو قید و بند کی صعوبت سے گزارا جائے پھر بھی وہ تارک رہے، تو اس کو اس حد تک مارا جائے کہ اس کا خون بہنے لگے جمہور امت کے مقابلہ میں امام ابن تیمیہؒ کا یہ اختیار ہے کہ تارک نماز پر اس نماز کی قضا بھی واجب نہیں ہے بس صرف توبہ اور استغفار اس کے لئے ضروری ہے۔ تارک صلوٰۃ کے بارے میں مدافعیین یہ موقف اختیار کرتے ہیں۔ کہ جس طرح ناسی یعنی بھولنے والے پر قضا نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح تارک صلوٰۃ پر قضاء لازم نہیں ہے۔ کیونکہ جو نمازوں کو ادا نہیں کرتے ہیں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں عہد یعنی ذمہ داری نہیں ہے۔ جس عموم کا قول کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ قرآنی مفہوم یہ ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھلا بیٹھے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بھلا دیتا ہے ترک صلاۃ جب آئمہ کے نزدیک کفر ہے تو کافر تو قضا نہیں کرتا ہے، مرتد پر بھی تو قضا نہیں ہوتی ہے۔

اہل معاصی اور زکوٰۃ: امام ابن تیمیہؒ کے تفردات میں سے ایک تفرد یہ ہے کہ آپ کے نزدیک جو اہل معاصی ہیں یعنی گنہگار لوگ ہیں ان لوگوں پر زکوٰۃ صرف نہیں کی جاسکتی ہے۔ اہل معاصی مصرف زکوٰۃ کے اس وقت مستحق ٹھہریں گے، جب وہ اپنے کردہ گناہوں سے توبہ اور تائب نہیں ہو جاتے ہیں۔ اہل معاصی کے بارے میں ہے کہ وہ اہل معاصی

28 Qanoji, Bhopali, Abul Tayyab Siddiq bin Hassan bin Ali Hussaini Bukhari, Al-Rawdat Al-Nadia, Sharh Al-Darr Al-Bahiyat, Ancient Library, Karachi, Pakistan, S.N. 1/62.

29 Ibn Rushd, Bada'at al-Mujtahid, 1/217.

اگرچہ غربت و عسرت، فقر و فاقہ اور ہلاکت و فلاکت کی حالت میں گھرے ہوئے بھی کیوں نہ ہوں، وہ زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں۔ اس حوالے سے ابن تیمیہ فرضیت زکوٰۃ کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسلامیہ فرض کی ہے۔ جو لوگ طاعت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں ان کی مدد اور دستگیری کی جائے مثلاً وہ مومن لوگ فقر و فاقہ اور قرض کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ "من لا یصلی من اهل الحاجات لا یعطى شیئاً حتی یتوب، ویلتزم اداء الصلوٰۃ فی اوقاتها"³⁰ امام ابن تیمیہؒ کا یہ تفرد نص قطعی کے عموم کے خلاف ہے کیونکہ جو مصارف زکوٰۃ بیان کیے گئے ہیں ان میں مطیع، عاصی، نیکوکار اور خطاکار کی کوئی تخصیص بیان نہیں کی گئی ہے۔ اس مسلک کے مطابق زندہ گناہ گار معاشرے کا فرد ہونے کا لائق ہر گز نہیں رہتا ہے بلکہ اس کو زندہ درگور کر دینے کے مترادف صورت حال پیدا ہو جائیگی۔ سیرت نبویہ ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ تو تباہ حال، تنگ دست اور دست نگر مشرکین کی مالی امداد کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ چہ جائیکہ مسلمان جس کے حقوق کا مشرکین کے ساتھ مقابلہ تک نہیں ہے ابوزہرہ نے اس مسلک کا ذاتی حوالے سے انکار کر دیا ہے۔ "من اجل لهذا نخالف الامام ابوالعباس فی هذا"³¹

بنوہاشم اور زکوٰۃ: امام ابن تیمیہؒ کے تفردات میں سے ایک تفرد یہ بھی ہے۔ کہ بنوہاشم اگر مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نہ پاسکیں تو ان کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اس لئے ہے کہ وہ زکوٰۃ کے حصول سے بے نیاز ہو جائیں، اس طرح ایک ضرورت کی تلافی ہو جائے گی اور یہ اصول ہے کہ جو بھی ضرورت مند ہو اس کی مدد اور دستگیری کرنی چاہیے۔ ہاں شک و شبہ کے بغیر وہ لوگ ضرور گناہ گار ہیں جن لوگوں نے اہل حق کا حق روک لیا ہے۔ ابن تیمیہ کی یہ رائے بھی ہے کہ ہاشمی ہاشمی سے زکوٰۃ لے سکتا ہے غیر ہاشمی سے زکوٰۃ نہ لے کیونکہ ہاشمی

³⁰ Ba'ali, Al-Akhbar Al-Alamiya from Al-Akhbaraat Al-Qafhiyat, p: 154

³¹ Abu Zahra, Muhammad ibn Ahmad (1898-1974) Ibn Taymiyyah Hayat-e-Asra, Arawah wa Fuqah Dar al-Fikr al-Arabi, Al-Cairo, Egypt p-342

ہاشمی سے رشتہ نانا اور نسبی تعلق رکھتا ہے اگر وہ ایک دوسرے کی مدد کریں تو یہ بات ان کے لیے ذلت اور اہانت کا باعث نہ ہے۔ بنو ہاشم کو زکوٰۃ لینے سے اسلئے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ ایک قسم کی میل ہے اس لیے وہ نہ لیں اگر باہم لیں تو اس کی مخالفت نہ آئی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ بنو ہاشم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ایک دوسرے سے زکوٰۃ کی رقم لے سکتے ہیں جیسا کہ بعض اہل بیت سے بھی مروی ہے۔ "ویجوز لبنی ہاشم الاخذ من زکوٰۃ الهاشبین وهو محکی عن طائفة من اهل البيت" ³² امام صاحبؒ کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ قول فقہاء اہل بیت سے حاصل کیا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ ابن تیمیہ فقہ شیعہ پر بھی بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ اور اس کی کلیات اور جزئیات پر گہری دسترس کے مالک تھے۔

اصول وفروع پر زکوٰۃ: امام ابن تیمیہؒ کے تفردات میں سے ایک تفرد اصول وفروع پر زکوٰۃ خرچ کرنے کا بھی ہے، کہ اصول باپ دادا، ماں فروغ بیٹا، بیٹی، وغیرہ پر زکوٰۃ کو خرچ کیا جاسکتا ہے۔ جس کی امکانی صورت یہ بتائی ہے کہ ایک شخص بمشکل نصاب زکوٰۃ تک پہنچتا ہے اگر وہ زکوٰۃ یا عشر کسی اور کو دے دیتا ہے تو اس کے لیے اپنے اصول وفروع کی کفالت متعذر اور مشکل ہو جاتی ہے۔ تو ایسے مشکل میں پھنسے ہوئے شخص کو اجازت ہے کہ وہ حاجت مندوں کو زکوٰۃ دے چاہے اس کے وہ اصول اور اعلیٰ ہوں یا فروغ اور اسفل ہوں مذہب احمد کے دو قولوں میں سے ایک قول یہ ہے۔ ابن تیمیہ کی یہ رائے بھی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے والدین اور اولاد کا قرض بھی اتارا جاسکتا ہے۔ "وکذا ان کانوا غارمین" ³³ امام ابن تیمیہؒ کے اس تفرد میں یہ استدلال بھی شامل حال کیا گیا ہے کہ مصارف زکوٰۃ میں سے مقروض کی مدد بھی شامل ہے جب والدین کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے تو پھر اس زکوٰۃ سے ان کا قرض اتارنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ ابن

³² Ba'ali, Aladdin Abu al-Hasan Ali ibn Muhammad ibn Abbas Damascus Hanbali (d. 803 AH) Al-Asimah, p. 154.

³³ Ibn Taymiyyah, Taqi al-Din Ahmad ibn Abdul Halim, Collection of Fatwas of Ibn Taymiyyah, Dar al-Kitab al-'Ulamiyah, Beirut, Lebanon, 1403 AH-1983 AD, fourth volume, second section, 4/61.

تیمیمہ کا یہ قول حسن معاشرت کی زیادہ بہتری اور اسکے نظم و نسق میں تعطل نہ پیدا ہونے کی بابت مفید ہے۔ جب خانگی معاملات ہی اپنی ڈگر پر نہ ہوں اور وہ تباہ حالی، زبوں حالی اور پریشان حالی کا شکار ہوں تو فقیروں کی خدمت کا جذبہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلئے یہ مسئلہ ابن تیمیمہ کے فقہی ادراکات کا منہ بولتا ثبوت ہے اور مصلحت کی دولت میں اظہر من الشمس ہے۔

جامعیت: امام ابن تیمیمہؒ اپنے علم و فضل اور علمی کمالات کے ایسے جامع تھے۔ جس کا اعتراف آپ کے حریفوں نے بھی واضح انداز میں کیا ہے و فور علم اور تجربہ علمی کی وجہ سے راہ تحقیق میں منزل کی کھوج کے لیے اختلاف رائے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں تعصب اور معاندت کے عناصر شامل نہ ہوں۔ امام ابن تیمیمہؒ کے تفردات قرآن و سنت کے دلائل اور براہین کی روشنی میں تحقیق کے نئے زاویے متعین کرتے ہیں، جن سے اب بھی اختلاف کا حق محفوظ و مامون ہے۔ ان تفردات فقہیہ میں وہ ماجور ہیں اختلاف رائے اور تحقیق کی وجہ سے انکی کلی خدمات سے روگردانی کرنا شیوہ حق و صداقت ہر گز نہ ہے۔ اختلاف مسائل کی صورت میں ان کو معذور رکھا جائے اور افراط و تفریط کی راہ اپنانے سے گریز کیا جانا زحد ضروری ہے۔ جذباتی اور ایمانیات کے تفردات میں ان کے تسامحات کو دلائل و براہین کی روشنی میں راہ اعتدال کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے، جس میں شدت اور حدت سے پہلو تہی ہی قربت کا باعث بنے گی۔ اختلاف کی راہ سے ہٹ کر ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے اور اختلافی مسائل کے لیے علمی زبان سے حل سوچا جائے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں۔

"علی الخصوص آج کل مسلمانوں میں جس فتنہ و عقائد نے سراٹھایا ہے اور بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون، تمام فتنے اکٹھے ہو کر پلٹ آتے ہیں جو عقائد اسلامیہ کے مختلف دوروں میں فردا فردا ظاہر ہوئے تھے اس کے لحاظ سے تو آج

معارف ابن تیمیہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز مطلوب و مقصود وقت نہیں"۔³⁴

خلاصہ بحث:

مذکورہ بحث کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ تحقیق و تدقیق میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور اس میدان میں محنت شاقہ سے کام لینے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتے ہیں۔ ان ار باب کمال کے لئے ابن تیمیہؒ کا یہ تفرقاتی پہلو حیرت و استعجاب کا ہر گز سبب نہیں ہے اور نہ ہی ان کے لئے نکارت و وحشت کا سبب ہے۔ ہاں سطحی ذہنیت اور سطحی تحقیق کے خوگر کے لئے حیرانی اور پریشانی ضرور ہے۔ ہر کس و ناکس کو یہ حقیقت تسلیم کرنا چاہیے کہ دلائل و براہین کی روشنی میں اپنے موقف کو اختیار کرتے ہوئے انفرادیت محقق کے لئے ایک شان اور عظمت کی دلیل ہے۔ ابن تیمیہؒ کے تفرقات اور شذوذ قرآن و سنت کے دلائل و براہین سے مزین اور مسجع ہیں۔ ان تفرقات کے متعلق علمی اور تحقیق انداز میں اختلاف کا مقام و محل ہنوز باقی اور جاری و ساری ہے۔ تعصبت اور عنادیت کی بنا پر ان کو حرف غلط قرار دینا، ار باب علم و کمال کے شایان شان نہیں ہے۔ من بھاتی بات یہی ہے کہ ابن تیمیہؒ جن مسائل میں راہ صواب پر گامزن ہیں۔ ان مسائل کی تحقیقات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ جن مسائل سے نقطہ نظر مختلف ہو سکتا ہے۔ ان مسائل کی بابت اپنی نگارشات اور تحقیقات کو علمی اور تحقیقی انداز میں سامنے لایا جائے۔ عدم صواب کی صورت میں بھی ابن تیمیہؒ کو ماحور اور معذور سمجھ کر تحقیقات کی ایک ایسی شمع فروزاں کی جائے جو آنے والے محققین کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)

³⁴ Azad, Abu Al-Kalam, Tazkira, Compiled by: Malik Ram, Maktab-e-Jamal, Urdu Bazaar, Lahore, Pakistan. 2014 Pp. 179 to 180.